اسلامی تعلیم

اور

مغربی تعلیم کا بنیادی فرق

مصنف: جانشین محسن ملت مولانا محمد علی فاروقی

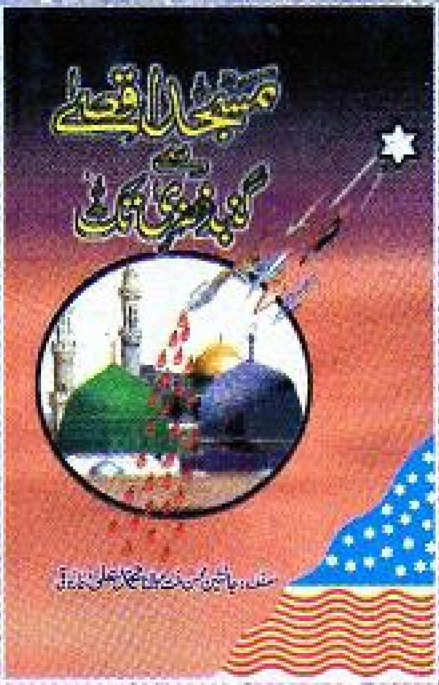

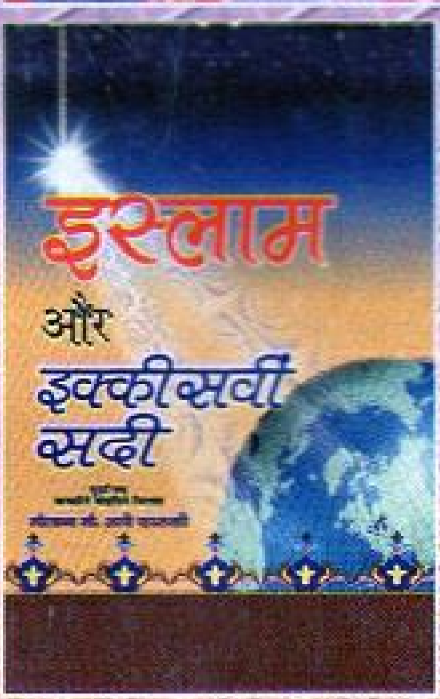

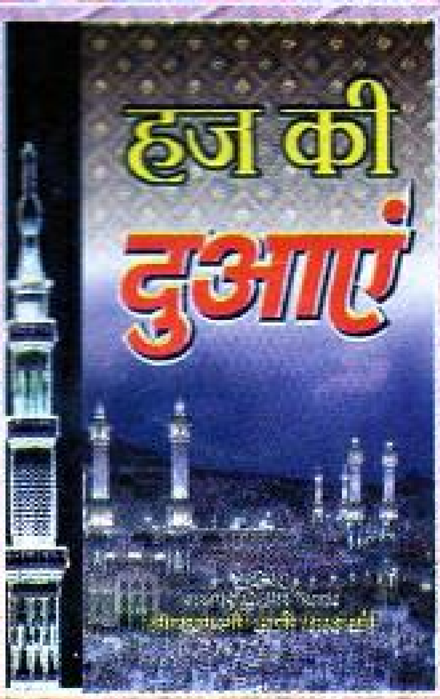

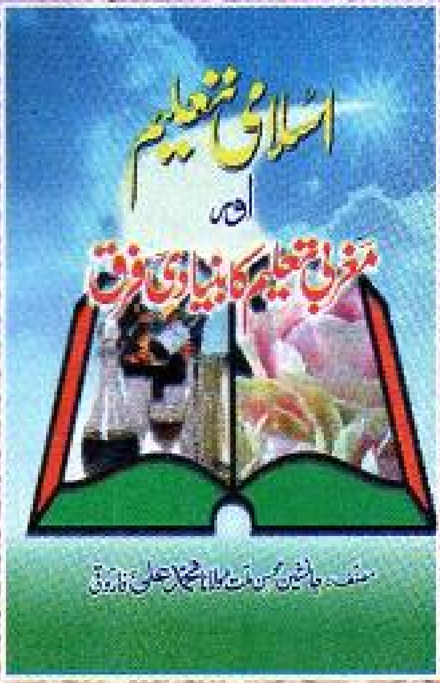

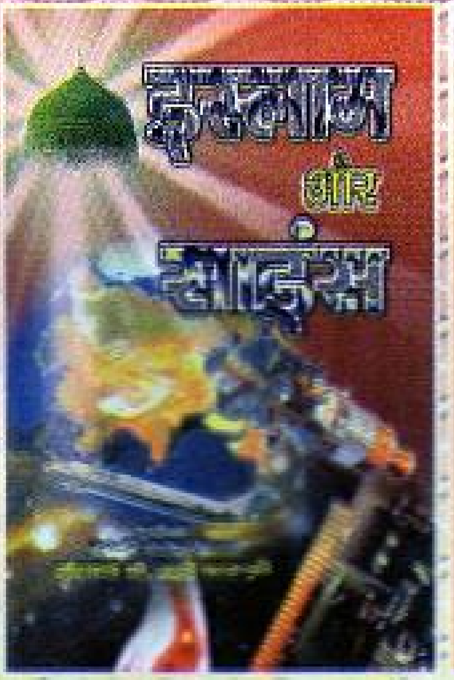

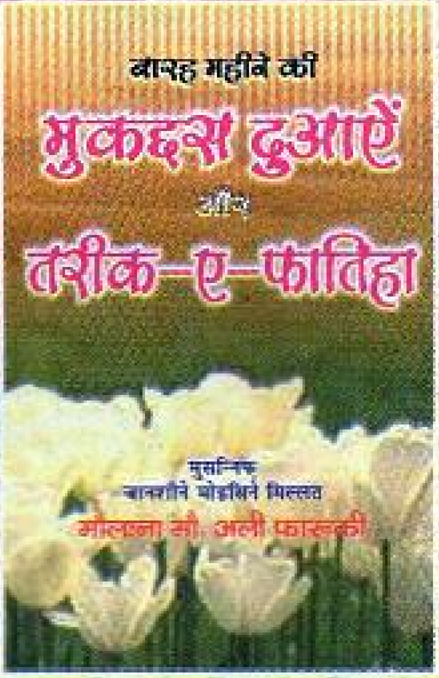

شائع کردہ

محسنِ ملت اکیڈمی مدرسہ اصلاح المسلمین و دار الیتامیٰ رائے پور چھتیس گڑھ

اسلامی تعلیم اور مغربی تعلیم کا بنیادی فرق اور ہماری ذمہ داری

مصنف ۔ جانشین محسن ملت مولانا
محمد علی فاروقی
مہتمم مدرسہ اصلاح المسلمین و دار الیتامی راے پور چھتیس گڑھ
سابق لکچرار آر ایس یونیورسٹی راے پور

شائع کردہ ۔ محسن ملت اکیڈمی
مدرسہ اصلاح المسلمین و دار الیتامی راے پور چھتیس گڑھ

نام کتاب اسلامی تعلیم اور مغربی تعلیم کا بنیادی فرق اور ہماری ذمہ داری

مصنف مولینا محمد علی فاروقی

کتابت عبدالمجید رضوی کلکتہ

صفحات ـ 22

اشاعت سوم ۲۰۰۰ء

قیمت ـ 20/-

ملنے کا پتہ محسن ملت اکیڈمی مدرسہ اصلاح المسلمین دار الیتامیٰ رائپور چھتیس گڑھ

اسلام اور مغربی تعلیم کا بنیادی فرق اور ہماری ذمہ داری

ستمبر ۱۹۹۵ء تقسیم اسناد حوصلہ افزائی (Certificate of apra pprecition) کے موقع پر پڑھا گیا جس میں شہر کے متقررین حضرات کالج اور یونیورسٹی کے پروفیسران اور لیکچرس کے علاوہ اندراگاندھی دیگر لیکچر یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر انورعالم صاحب مہمان خصوصی کے حیثیت سے رونق اسٹیج تھے۔

۶۱۰ء میں اسلام کا پیغام جبل نور سے گونجا اور دیکھتے ہی دیکھتے ابر رحمت بن کر ساری دنیا پر چھا گیا۔ خدا کے آخری پیغمبر رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی چند سالہ کوششوں نے پورے عرب کی کایا پلٹ دی، جہالت وتاریکی میں بھٹکنے والی قوم آپکے فیضان کا سہارا پاکر ساری دنیا کا امام بن گئی، ظلم وبربریت کی چکی میں پستی انسانیت کو نئی زندگی ملی۔ دنیا کی ٹھوکرائی ہوئی عورتوں نے سماج میں پہلی بار باوقار زندگی پائی، جانوروں سے بدتر زندگی گزارنے والے غلاموں نے معاشرے میں پہلی دفعہ عزت ووقار حاصل کیا اور نفرتوں کے دلدل میں پھنسا ہوا معاشرہ تہذیب وتمدن کا ایسا گہوارہ بن گیا جہاں سماج کا ہر فرد گوہر شب چراغ بن کر اٹھا اور شب دیجور کی ظلمتوں کو شرمانے والی گھٹا ٹوپ اندھیروں میں مینارۂ نور بن کر کارواں فکروفن کی راہوں میں اجالا بکھیرنے لگا، دیکھتے ہی دیکھتے علم کی بنیاد پر ایک نئے معاشرے کی تشکیل ہونے لگی اور پھر ہر طرف علم کا اجالا پھیلنے لگا، سکون ومسرت کی چاندنی چھٹکنے لگی، گلشن تقویٰ وطہارت میں ایاغ لالہ وگل چھلکنے لگے، ظلم وستم کی قہرمانی طاقتیں دم توڑنے لگیں، سفاکیت کی امنڈتی ہوئی آندھی اور قتل وخونریزی کا طوفان تھمنے لگا، تڑپتی انسانیت سسکتی آدمیت اور دم توڑتا سماج نئی زندگی پانے لگا، اس انقلاب سے نہ صرف عورتوں کا وقار بلند ہونے لگا۔ مظلوموں کے لبوں پر مسکراہٹ کھلنے لگی بلکہ ہر فرد ملت کا تابندہ ستارہ بن کر تباہی وبربادی کے غار مزلت میں گرتی ہوئی دنیا کو حیات جاودانی کی بشارت عظمیٰ سنانے لگا،

اور ساری دُنیا ایک نئے انقلاب کی دھمک محسوس کرنے لگی، جسکے انقلاب انگریزی تاریخ کو دیکھ کر پروفیسر فلپ ہٹی کو اپنی مشہور کتاب ہسٹری آف عرب میں لکھنا پڑا۔

AFTER THE DEATH OF THE PROPHET SLERILE ARABIC SEEMS TO HAVE BEEN CONVERTED AS IF BU MAGIC INTO NURSERY OF HEROES THE LIKE OF WHOM BOTH IN NUMBER AND QUALITY IS HARD OF FIND WHERE -

(P.K. Hitty- History of Arabs- P.142-1979)

پیغمبر اسلام کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے عرب کی بنجر زمین جادو کے ذریعہ ہیروں کی نرسری میں بدل گئی، ایسے ہیرے تعداد یا نوعیت میں جن کی مثال کا کہیں بھی پایا جانا انتہائی دشوار ہے۔

اسلامی انقلاب نے نہ صرف دنیا کی کایا پلٹ دی بلکہ عدل وانصاف اخلاق وکردار، مساوات وبرابری، خلوص ومحبت کے ساتھ ہی ساتھ علم وفکر اور شعور وآگہی کی بنیاد پر ایسے معاشرہ کی تشکیل کی جس نے آج کے علمی انقلاب کو جنم دیا اور سائنسی دور کو وجود بخشا اس انقلاب نے صدیوں کے مرعوب ذہن وفکر کو علم کا اُجالا بخشا چاند وسورج کی شعاعوں سے گھبرانے والے، ندی ونہر سے لرزنے والے، سمندر کی طغیانی اور دریاؤں کی روانی سے کانپنے والے انسان کے محکومانہ ذہن اور غلامانہ فکر ونظر کو نہ صرف جڑ بنیاد سے اکھاڑ پھینکا بلکہ ساری دُنیا کو یہ انقلابی پیغام سُنایا کہ چاند وسورج کی بلندی سے لیکر دھرتی کی گہرائی تک سب تیرے لئے اور تو صرف خدا کیلئے۔

اسلام سے پہلے لوگ چاند وسورج کو پُوجتے تھے مگر اسلامی انقلاب نے انکی پُوجا کے بجائے ان پر ریسرچ کا مزاج پیدا کیا، ان پر تحقیق کا شعور جگایا اور ان پر تلاش اور جستجو کا جذبہ اُبھارا جس نے آج کے علمی اور سائنسی دور کو جنم دیا۔

تاریخ کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ جب مسلمانوں کا عروج تھا اُسوقت جہاں ساری دُنیا پر ہماری عظمت و برتری کا سکہ چلتا تھا اور ہمارے گھوڑوں کی ٹاپوں سے ملکوں کا جغرافیہ بنتا سنورتا تھا، وہیں ہر طرف ہماری علمی برتری اور تحقیقاتی عظمتوں کا بھی پرچم لہرایا کرتا تھا، جہاں ایک طرف مشرق میں انڈونیشیا سے لے کر مغرب میں بحر اوقیانوس کے ساحل تک اور شمال میں ہنگری سے لے کر جنوب میں راس کماری تک اسلامی پرچم پوری شان و شوکت کے ساتھ لہرا رہا تھا۔ پاکستان و ہندوستان میں تیموریوں کی عظیم الشان سلطنت کا ڈنکا پٹ رہا تھا، ایران میں صفوی خاندان کا سکہ چل رہا تھا بغداد سے الجزائر تک اور ہنگری سے عدن تک عثمانی سلطنت کا دبدبہ قائم تھا اور مغرب اقصیٰ میں مراکش سے سوڈان تک مراکش کے فلالی خاندان اسلامی پرچم بلند کئے ہوئے تھا میں کا وسیع خطہ ہمارے قبضہ میں تھا وہیں دوسری طرف بغداد، بصرہ، کوفہ، قاہرہ، طلیطلہ، صقیلہ (جزیرہ سسلی) کی علمی روشنی اور فکری عطر بیزیوں سے ساری دُنیا معطر و منور تھی، پوری دُنیا میں ہر جگہ ہماری کتابیں بڑے ذوق و شوق سے پڑھی جاتی تھیں اور پورا یورپ ہماری تلاش و تحقیق پر خراج عقیدت پیش کیا کرتا تھا۔ ایک انگریز مفکر موسیو رینان لکھتا ہے۔

مراکش اور قاہرہ میں میں جو کتابیں لکھی جاتی تھیں وہ اُس سے کم مدت میں جتنی کہ آج کل ایک اہم کتاب جرمنی سے راتن پار پہونچنے میں لگتی ہے پیرس یا کولون میں مشہور ہو جاتی تھی، (ابن رشد و فلسفہ ابن رشد صد ۲۰۱ اردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن ۱۹۱۹ء)

ایک اور انگریز مصنف بریفالٹ لکھتا ہے اگرچہ یورپ کی ترقی اور نشو نما کا ایک بھی پہلو ایسا نہیں جس پر مسلمانوں کا اثر نہ پڑا ہو لیکن مسلمانوں کا یہ اثر تحقیق کے میدان میں سب سے زیادہ نمایاں ہے (Making of Humanity Briffauct)

اس وقت مسلمانوں کے تحقیق وتلاش اور ریسرچ کا یہ عالم تھا کہ علمی اور فکری میدانوں میں ہر جگہ الکاہی پرچم لہرا رہا تھا، ہر جگہ عربی زبان کا دبدبہ قائم تھا پوری اسلامی دنیا اسکی وجہ سے ایکدوسرے جڑی ہوئی تھی۔

ایک طرف دنیائے تفقہ میں امام اعظم، امام مالک، امام شافعی، امام احمد ابن حنبل جیسی عظیم الشان ہستیوں کی عرق ریزی سے گلشن شریعت میں بادبہاری رقص کررہی تھی اور دنیائے تصوف میں ابن عربی، امام غزالی اور مولانا روم جیسی مایہ ناز ہستیوں کی تجلیات سے دلوں کے ویرانوں میں عشق وعرفان کی کہکشاں اتر رہی تھی۔

تو دوسری طرف دنیائے طب اور حکمت میں ابوبکر زکریا رازی سنہ ۹۳۲ء الطبری طبرستانی سنہ ۸۳۹ء ابوالقاسم زاہراوی اندلسی سنہ ۱۰۱۳ء ابن سینا بخاری سنہ ۱۰۳۷ء ابن الہیثم بصری سنہ ۱۰۳۸ء کی ریسرچ اور تلاش سے تحقیق وتفتیش وجستجو کی نئی نئی راہیں کھل رہی تھیں۔ ایک طرف علم کیمیا (Chemistry) میں جابر بن حیان طوسی سنہ ۸۱۷ء علم ہئیت وریاضی میں احمد الفرغانی ترکستانی سنہ ۹۰۲ء عباس جوہری، ابوالوفا بوزجانی نیشاپوری سنہ ۱۰۱۱ء سائنس میں ابراہیم بن جندب، عباس بن فرناس جیسے اولو العزم اور بلند ہمت سائنسداں پیدا ہوئے جنہوں نے اپنی تحقیقات سے زمین وآسمان کے بیشمار اسرار کو بے نقاب کیا اور کائنات کے رازوں سے پردہ اٹھا کر بندوں کا خدا سے رشتہ مضبوط بنادیا دوسری طرف فلسفہ میں ابوالنصر محمد بن فارابی ترکستانی سنہ ۹۵۰ء آثار قدیمہ (   ) میں احمد البیرونی خوارزمی سنہ ۱۰۴۹ء جغرافیہ میں ادریس اندلسی سنہ ۱۱۶۰ء جیسے فلسفی اور جغرافیہ نویس پیدا ہوئے جنھوں نے ایک انقلاب انگیز تاریخ کو جنم بھی دیا اور پوری دھرتی کو کاغذ کے صفحات میں سمو کر ان کے اندر پوشیدہ خزانے کو اجاگر کرکے دنیا کو خدا کی قدرت کا نظارہ بھی کروادیا۔

ان مفکرین ومدبرین کی انقلاب انگیز تحریروں نے اور تاریخ ساز تحقیقات نے ساری دنیا میں، ایک ایسا انقلاب برپا کیا جس نے آگے چل کر یورپ کیلئے نشاۃ ثانیہ (Ranaissance) کا پلیٹ فارم تیار کیا، انھیں بیداری کا نیا پیغام دیا۔ انھیں انقلابی فکر دیا انھیں

غلامانہ ذہنیت اور پست ہمتی کے دلدل سے نکال کر محققانہ فکر و نظر اور نیا جوش اور ولولہ عطا کیا، یہی وجہ ہے کہ یورپ کا نیا انقلاب انگلینڈ، اسکاٹ لینڈ، آئرلینڈ، جرمنی، سویڈن اور آسٹریا سے نہیں آیا بلکہ اس انقلاب کی اصل جنم بھومی اٹلی، جنوبی فرانس اور اسپین کی دھرتی تھی جو اسلامی ممالک سے لگے ہوئے کیوجہ سے اسلامی تحقیقات اور اسلامی فکر و نظر سے سب سے زیادہ متاثر تھی اور انکے اثرات قبول کرنے میں وہاں کے لوگ سب سے آگے تھے۔

اُندلس کا مشہور شہر طلیطلہ دوسو سال تک عربی کتابوں کے ترجمے کا مرکز بنا رہا جہاں لاطینی زبان میں ہمیشہ عربی کتابوں کا ترجمہ ہوتا رہا جس نے آگے چل کر اٹلی، جنوبی فرانس اور سسلی میں اُس عظیم انقلاب کو جنم دیا جو شباب کی منزل میں پہونچ کر یورپ کا نشاۃ ثانیہ (RANAISSANCE) بنا۔

اسلام کے انقلابی فکر و نظر نے جہاں یورپ میں نئی بیداری کی لہر پیدا کی اور صدیوں کی مُردہ قوم کو زندگی کی نئی نئی شاہراہوں سے رُوشناس کروایا وہیں پاپائیت کے صدیوں پرانے قلعوں کو چشم زدن میں مسمار کر دیا۔ ہر جگہ اسلامی علوم و فنون سے فائدہ حاصل کرنے کی ایک لہر چل پڑی، اسلامی فکر و نظر سے مستفیض ہونا اور عربی تعلیم و تربیت حاصل کرنا انتہائی فخر کی بات سمجھی جانے لگی، یہاں تک کہ جب اسلامی علوم و فنون کی طلب پورے یورپ میں دیوانگی کی حد تک پہونچ گئی تو ہزار مخالفت اور ہزار اصادم کے باوجود پوپ کے جانب سے قائم کردہ تعلیمی کونسل کو ۱۳۱۲ء میں وائنا (Vienna) پیرس (PARIS) بولون (Bologne) آکسفورڈ (Oxforo) اور سلمانکا (Salamanca) جیسے یونیورسٹی میں عربی زبان کو لازمی قرار دینا پڑا۔

(الفکر الاسلامی الحدیث وصلتہ بالاستعمار الغربی۔ ڈاکٹر محمد البہی، دار الفکر بیروت مطبوعہ ۱۹۷۵ء ص ۵۸۲)

قرآنی تعلیمات اور اسلامی انقلاب نے کیسے کیسے سائنس دانوں کو جنم دیا اور ان کے سائنسی

دنیا میں علم و فن کی کیسی کیسی راہوں پر اجالا بکھرا اس کا اندازہ ان سائنس دانوں اور محققین و مفکرین سے لگائیے جن کی تلاش و تحقیق نے ساری دنیا پر انقلابی اثرات مرتب کر کے سائنسی دنیا کی تعمیر و تشکیل میں تاریخ ساز کردار ادا کیا،

محمد بن ادریس (سنہ ۴۹۳ھ/۱۰۹۹ء تا سنہ ۵۶۰ھ/۱۱۵۲ء) دنیا کا وہ عظیم جغرافیہ نویس ہے جس کی کتاب "نزھۃ المشتاق فی اختراق الآفاق" جغرافیہ کی دنیا میں پہلی کتاب تھی جس کا سنہ ۱۶۱۹ء میں یورپی زبان میں ترجمہ ہوا جس سے اہل یورپ کو پہلی بار ایشیا اور افریقہ کے متعلق معلومات حاصل ہوئیں، نارمن بادشاہ راجر دوم (سنہ ۱۱۰۱ء تا سنہ ۱۱۵۴ء) کی فرمائش پر اس نے پہلی بار دنیا کا گلوب تیار کیا، ۴۰۰ کلو کا چاندی کا یہ ماڈل جب شاہی باغ میں نصب کیا گیا تو بادشاہ بذات خود اسے دیکھنے آیا، یہ گلوب دن بھر سورج کی روشنی میں جگمگاتا اور رات میں چاند اور درباری چراغوں کی روشنی میں چمکتا، اس کی کتاب سے تین سو سال تک اہل یورپ مستفیض ہوتے رہے،

گھڑی جس کے بغیر آج زندگی تقریباً ناممکن ہے، یہ نہ ہو تو زندگی مفلوج نظر آنے لگے، علامہ ابن یونس جیسے عظیم مسلم سائنس داں کی دین ہے، خلیفہ ہارون رشید نے ایک گھڑی شاہ فرانس کے پاس بھی بھیجی تھی، جسمیں یہ خصوصیت تھی کہ جتنے بجتے اتنے ہی سوار گھڑی سے نکلتے، جب یہ گھڑ وہاں پہونچی تو سارے درباری اسے دیکھنے کیلئے اُمنڈ پڑے،

یونانی ہیئت دانوں میں زمین کا محیط (Circumference) ناپنے میں ارسطو اور بطلیموس کا نام کافی مشہور ہے، خصوصاً ارسطو نے زمین کا گھیر ۴۵۹۶۴ میل بتایا، قدیم ہندوستانی سائنسدانوں میں برہم گپت نے زمین محیط ۵۰۹۴ میل، آریہ بھٹ نے (۳۲۱۷) اور بھاسکر اچاریہ نے ۴۸۷۱۵ میل بتایا۔ مگر مامون الرشید کے دور میں ابو عباس احمد بن محمد کثیر الفرغانی نے زمین کا گھیر ۲۵۰۰۹ میل نکالا، جبکہ ان کے پاس اس وقت زاویہ ناپنے کا سادہ آلہ (Quadrant)

اصطراب Telescope سدس (Sextant) دھوپ گھڑی اور معمولی گلوب تھے اور آج جب جدید آلات اور تمام سہولیات کی موجودگی میں وہ گھیر معلوم کیا گیا تو ۲۴۸۵۸ میل (۴۰ ہزار کلومیٹر) نکلا گویا فرغانی کی پیمائش اور موجودہ دور کی پیمائش کا جب ہم تقابل کرتے ہیں تو صرف ۱۵۱ میل کا فرق پاتے ہیں، یعنی اعشاریہ چھ فی صد (۰.۶٪) کا فرق۔

قدیم ہندوستانی سائنسدانوں میں اسطرح برہم گپت کی تحقیق میں ۵.۰۱ فی صد آریہ بھٹ میں ۲۲.۵ فی صد اور بھاسکر آچاریہ کی تحقیق میں ۹.۵ فی صد کی غلطی پائی جاتی ہے۔ زمین کا محیط (Circumference) کی صحیح پیمائش کے علاوہ اس نے زمین کے قطر (Diameter) کی پیمائش بھی کی اسکے مطابق ۶۵۰۰ میل اسکا قطر ہے جسے موجودہ پیمائش کے مطابق ۷۹۱۸ میل بالفاظ دیگر ۱۲۷۴۲ کیلومیٹر تسلیم کیا جاتا ہے گویا الفرغانی کے حساب میں صرف ۱۸٪ کی غلطی پائی گئی۔ بغیر جدید سہولیت کے اسوقت قرآنی فکر و نظر اور اسکی تعلیمات نے انسان کو کتنا عروج عطا کیا تھا کہ آج سن کر حیرت ہوتی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ نظام شمسی کے دور کو معلوم کرنیکے لئے گلیلیوں نے دوربین ایجاد کی، مگر تاریخ کا کہنا ہے کہ اس کا موجد ابراہیم بن جندب ۷۷۶ء تھا جس نے سب سے پہلے اسے ایجاد کیا، اسی طرح ہئیت و فلکیات اور ریاضی کا عظیم ماہر الوالوفا بوزجانی ۱۰۲۱ء نے پہلی بار دُنیا کے سامنے یہ نظریہ پیش کیا کہ زمین کے گرد چاند کی گردش میں سورج کی کشش سے خلل پڑتا ہے اسے اصطلاحی زبان میں چاند کا گھٹنا بڑھنا (Evection) کہا جاتا ہے، جس کی وجہ سے دونوں اطراف میں زیادہ سے زیادہ ایک ڈگری پندرہ منٹ کا فرق پڑتا ہے مگر اہل یورپ نے اس تحقیق کو اپنی فکری عیاری کی بنیاد پر سولہویں صدی کے سائنسداں ٹائی کو براہی (Tycobrahe) کی طرف منسوب کیا جبکہ اس کے چھ سو سال پہلے الوالوفا بوزجانی اس نظریہ کو دُنیا کے سامنے لا چکے تھے۔

چودھویں صدی تک یورپ میں رومن ہندسہ رائج تھا اور وہ قرون مظلمہ (Darekage) سے گذر رہا تھا اس ہندسہ میں سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ جمع و تفریق اور ضرب و تقسیم میں نہایت دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا تھا مگر ابوجعفر محمد بن موسیٰ خوارزمی نے علم الجبرا ایجاد کر کے اس کا ایسا اصول و ضابطہ بنایا جو آج بھی اسکولوں اور کالجوں میں رائج ہے۔ اور دُنیا اس سے فائدہ اٹھا رہی ہے علم الحساب میں اس نے جو اضافہ کیا اس نے تو یورپ میں تہلکہ مچا دیا، اہل یورپ نے نہ صرف اسکی اصطلاحات کا استعمال شروع کیا۔ نہ صرف جمع و تفریق وغیرہ کو آسان بنایا

بلکہ اس کی کتابوں سے بھرپور فائدہ بھی حاصل کیا۔ اس کے اصول پر حساب کے ہندسوں کو آج بھی (Arabic figers) کہا جاتا ہے، خوارزمی نے حساب کو کتنا آسان کر دیا اس کا اندازہ اس لگائیے۔

عربی طریقے میں ایک سو ساٹھ لکھنا ہو تو اس طرح لکھا جاتا ہے ۱۶۰ اڑتیس لکھنا ہو تو وہ یہ ہے ۳۸ جبکہ رومن میں ایک سو ساٹھ (C LX) اور اڑتیس کیلئے (XXXVIII) ہے، اب ذرا اندازہ لگائیے کہ کوئی رومن فیگرس کو استعمال کر کے ضرب و تقسیم یا جمع و تفریق کرنا چاہے تو اسے کتنی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑے گا، اسی طرح صفر (Zero) جو حساب کی دنیا میں انتہائی اہمیت کا حامل ہے اسے بھی خوارزمی ہی نے دنیا کو بتایا، اسی لئے آج اس کی کتابوں کا لاطینی فرانسیسی، انگریزی، جرمنی اور روسی زبانوں میں ترجمہ کر کے دنیا آج بھی اس سے فائدہ حاصل کر رہی ہے۔

انسان ہمیشہ سے آسمانوں پر اڑنے کا خواہش مند رہا ہے کہا جاتا ہے کہ اس کی یہ خواہش رائٹ بندھوں (Rightbandhu) نے ہوائی جہاز بنا کر پوری مگر حقیقت تو یہ ہے کہ سب سے پہلے عباس ابن فرناس اندلسی نے نہ صرف ہوائی جہاز تیار کیا بلکہ اسے اڑا کر آسمانوں کی تسخیر کا ذہن بھی دیا،

آج انگریز سیاحوں کی دنیا میں مارکو پولو کو عظیم ترین سیاح مانتے ہیں جبکہ تاریخ بتاتی ہے کہ دنیا کے عظیم ترین سیاحوں میں ابن بطوطہ سبھوں کا سرتاج تھا، جو عظیم مفکر، بے مثال ادیب اور بہترین قاضی بھی تھا جس نے تقریباً ۲۸ سال تک دنیا کی سیاحت کی جبکہ مارکو پولو تو ۱۳ سال تک چین میں روزی روٹی کے چکر میں پڑا رہا۔

نئی دُنیا امریکہ کی تلاش کا سہرا کولمبس کے سر باندھا جاتا ہے مگر غیر جانبدار محققین کی تحقیق کچھ اور ہی ہے، فرانسیسی محقق موسیو رینا کولمبس کے ایک خط کا حوالہ دے کر لکھتا ہے کہ ابن رشد ان مصنفین میں سے ہیں جن کی تصنیفات کو پڑھ کر کولمبس کو امریکہ کے وجود کا خیال پیدا ہوا (ابن رشد و فلسفہ ابن رشد از موسیو رینان۔ اُردو ترجمہ جامعہ عثمانیہ ۱۹۲۹ء)

ابن رشد کی کتابوں سے کولمبس کو امریکہ کا پتہ چلا اور جب وہ وہاں پہونچا تو محققین کا کہنا ہے کہ اسے وہاں عربی سکے ملے جس سے پتہ چلتا ہے کہ عرب وہاں پہلے ہی سے پہونچ چکے تھے۔

یورپی ادب میں اطالوی شاعر دانتے ۱۲۶۵ء تا ۱۳۲۱ء اور ہسپانوی ادیب سروانتے ۱۵۴۷ء تا ۱۶۱۶ء کو جو مقام حاصل ہے اس سے اہل علم اچھی طرح واقف ہیں، اطالوی شاعر دانتے کی طربیہ خداوندی دنیائے ادب میں اہم مقام رکھتی ہے، مگر اس حقیقت سے بہت کم لوگ واقف ہیں کہ طربیہ خداوندی پر ابن عربی کے فتوحات مکیہ کا زبردست اثر ہے، پوری کتاب پڑھتے چلے جایئے قدم قدم پر فتوحات مکیہ کی نکہت باریوں سے قلوب جھومتے نظر آئیں گے ایسا لگتا ہے کہ جیسے فتوحات مکیہ کو نئی زباں دیدی گئی ہو۔ اس طرح ہسپانوی ادیب سروانتے کی (داں کوئگ زوت) بھی مسلمانوں مصنفین و مفکرین کے زیر اثر ہی ترتیب دی گئی۔

پرنسٹن یونیورسٹی (نیوجرسی) میں سامی ادب کے پروفیسر ڈاکٹر ہٹی (Philip K. Hitti) اپنی مشہور کتاب اسلام اور مغرب (Islam and the west) کے چوتھے باب میں اسلام مغربی لٹریچر کے عنوان سے عظیم جرمنی شاعر گوئٹے کے بارے میں لکھتے ہیں جیسے وہ جدید اسپرٹ اور نئے بین الاقوامی نقطہ نظر کا پیغمبر سمجھتے ہیں سعدی کے گلستاں کے جرمنی ترجمے نے خاص طور پر گوئٹے کو بہت متاثر کیا، ۱۸۱۲ء میں جب حافظ کے کلام کا جرمنی زبان میں ترجمہ ہوا تو گوئٹے کو اسمیں حکمت تقدس اور سلامتی نظر آئی جو اس کے خیال میں مغرب کو خاص طور پر درکار تھی۔

انھیں علمی عظمت، عسکری برتری اور فکری بلندی کا ہی یہ نتیجہ تھا کہ پورا یورپ صدیوں مسلمانوں سے برسر پیکار رہا، مگر ہمیشہ اسے ذلت و رسوائی کا سامنا کرنا پڑا، خصوصاً صلیبی جنگوں میں اس کا جذبۂ انتقام جنون کی حد تک پہونچ گیا، ۱۰۹۶ء سے ۱۲۷۰ء تک لگاتار آٹھ جنگیں انہوں نے لڑیں مگر مسلسل انھیں ناکامیابیوں کا منھ دیکھنا پڑا، مسلمان تعداد میں کم ہوتے باوجود اپنی علمی برتری اور عسکری تنظیم کی بنیاد پر ہمیشہ کامیاب و کامراں رہے اور انکے فکر و نظر سے دنیا زندگی پاتی رہی۔

قرآن سے قلبی لگاؤ، اسلام سے والہانہ عشق، خدا کا سچا خوف اور رسول پاک صلے اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے حقیقی محبت کا یہ ثمرہ تھا کہ کالی کملی والے آقا کی جبین رحمت کا اُجالا لے کر وہ جہاں بھی پہونچے چھاتے گئے۔ قرآن کا چراغ لے کر وہ جس میدان میں بھی اُترے نہ صرف تحقیق و تلاش کا نیا ریکارڈ قائم کر گئے بلکہ سائنس و فلسفہ کی دہریت زدہ فضاؤں کو عشق رسول کی تجلیات سے روشن و منور بھی کر گئے۔

دوسری طرف ساری دُنیا خصوصاً اہل یورپ جہالت کی تاریکیوں میں ڈوبا، رسم ورواج کی زنجیروں میں بندھا، مسلسل شکست پر شکست کھاتا رہا اور لگاتار پسپائیاں اختیار کرتا رہا، ہر جگہ وہ اپنی نامرادی اور ناکام حسرتوں کا جنازہ اٹھائے راہ فرار اختیار کرتا رہا، بالآخر لگاتار شکست، مسلسل ہزیمت اور مستقل پسپائی نے انہیں ایک دن میدان جنگ ہی تبدیل کرنے پر مجبور کر دیا،

۱۲۷۰ء میں فرانس کا لوئس نہم (۹) جو خود بھی مسلمانوں سے دو بار شکست اٹھا چکا تھا اس نے تولس میں دم توڑتے ہوئے آخری وقت یہ وصیت کی تھی کہ میدان جنگ میں کسی بھی ہتھیار کے ذریعہ مسلمانوں کا مقابلہ ناممکن ہے۔ اگر انکا مقابلہ ہی کرنا ہے تو انکی ذہنی تسخیر اور انکے علوم و فنون پر مہارت ضروری ہے۔

یہ اسلامی علوم و فنون کی برتری اور مسلم سائنس دانوں کی تحقیق و تلاش کی عظمتوں کا کھلا اعلان تھا جو لوئس نہم کی زبان پر بول رہا تھا، اس سلسلے میں ایک عیسائی راہب راجر بیکن (۱۲۱۴ تا ۱۲۹۲) کا بھی نام تاریخ میں ملتا ہے جس نے عربی علوم و فنون کی رفعت کا احساس کرتے ہوئے لوگوں کو اس کی طرف راغب کیا اسکے علاوہ فرانس بیکن ۱۵۶۱ سے ۱۶۲۶) کا بھی ذکر ملتا ہے۔ اس نے بھی یہی آواز بلند کی مسلمانوں سے مقابلہ کیلئے ان کا علم حاصل کرنا انتہائی ضروری ہے اس کیلئے ہمیں عربی زبان، عربی ادب اور عربی لٹریچر سیکھنا ضروری ہے

شروع شروع میں انکی آواز نقار خانہ میں طوطی کی آواز سے زیادہ حیثیت نہیں پاسکی بلکہ اسکی پاداش میں توراجر بیکن پر آکسفورڈ کے پادریوں نے نہ صرف مسلمان ہونے کا الزام لگایا بلکہ اسے دس سال تک جیل کی تاریک وادیوں میں بھی ڈھکیل دیا، مگر نظریہ کبھی مرتا نہیں اس لئے اسکی تحریک دھیرے دھیرے بڑھتی رہی، یہاں تک کہ پندرھویں صدی میں فرانسس بیکن نے اس نظریہ کو اور شدت کے ساتھ پیش کیا، اور پھر یہیں سے یورپ کی بیداری کا نیا دور شروع ہوا، جو آگے بڑھ کر ترقی کرتے کرتے سترھویں صدی میں ایک نئے انقلاب کا جنم داتا بن گیا

سترھویں صدی جہاں یورپ کے عروج کی تاریخ تھی وہیں مسلمانوں کے عروج کی آخری صدی بھی تھی، ۱۶۹۹ء میں کارلووٹز کی شکست نے عثمانی سلطنت کو زوال کی راہ پر ڈالدیا، ۱۷۰۷ء میں شہنشاہ ہندوستان اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کا زوال شروع ہوگیا، ۱۷۲۷ء میں بادشاہ اسماعیل کے بعد مراکش بھی اسی راستے پر چل پڑا، اس طرح ایک طرف یورپ بیدار ہورہا تھا دوسری طرف اسلامی دنیا زوال پزیر ہورہی تھی جسکے نتیجے میں دھیرے دھیرے ساری دنیا پر یورپ کی عظمتوں کا پرچم لہرانے لگا۔

یورپ جب بیدار ہوا تو نہ صرف اس نے مسلم حکومتوں کو چھوٹے چھوٹے حصوں میں تقسیم کرکے اپنا محکوم بنالیا بلکہ علم وسائنس، ادب وفلسفہ، تہذیب وتمدن کے سارے میدانوں میں بھی اسلامی خدمات کو لیکر فراموش کرکے احسان کشی کرتے ہوتے نہ صرف یہ کہ اس ترقی کا تعلق عربوں سے کاٹ کر یورپ کے ایک ملک یونان سے جوڑ بلکہ اس انقلاب کا نام بھی اسنے یورپ کے نشاۃ ثانیہ (Ranaissance) رکھا جو فرنچ زبان کا ایک لفظ ہے جو نیا جنم یا دوسرا جنم (Reberth) کا ہم معنی ہے، گویا یہ انقلاب اسلامی علوم وفنون اور مسلم سائنسدانوں کی دین نہیں تھی بلکہ یہ خود اسکی اپنی گمشدہ چیز تھی، جسے اسنے دوبارہ حاصل کیا، مگر آج تک پورا یورپ ملکر بھی اس سوال کا جواب نہیں دے سکا

کہ یہ انقلاب اگر دوسرا تھا تو پہلا جنم کب ہوا تھا؟ اور اس وقت یورپ کو کونسی ترقی کی اور کتنے سائنسداں پیدا کئے؟ اس نئے انقلاب کا سہارا لیکر یورپ نے نہ صرف ہمارا وجود مٹانا چاہا بلکہ وہ مسلم سائنسداں جنھوں نے اپنی تلاش وتحقیق اور علمی وفکری صلاحیتوں سے اتنا اونچا مقام حاصل کر لیا تھا کہ ہر محفل فکر وفن میں انکی عظمتوں کا پرچم لہرانے لگا جسکی وجہ سے انکی علمی خدمات، انکی عرق ریز محنت وجانفشانی اور انکی عظیم تحقیقات کو جھٹلانا سورج کو چراغ دکھانا اور اسکی شب وروز کی خدمات کو ناکارنا پورے یورپ کی طاقت سے باہر تھا۔

ایسے کے ساتھ انھوں نے یہ سلوک کیا کہ ان کا نام ہی اس طرح تبدیل دیا کہ اگر کوئی اُن کا نام پڑھے تو اسے پتہ ہی نہ چل سکے کہ یہ بھی مسلمانوں سائنسداں ہیں بلکہ پڑھنے والا انھیں بھی کوئی انگریز خیال کرے اور یورپ کا ہی کوئی سائنس داں سمجھے۔

جیسے علم کیمیا کا باوا آدم اور عظیم ریاض داں ابوموسیٰ جابر کا نام بدل کر انھوں نے گبر کر دیا۔ اسی طرح بصری کے عظیم سائنس داں ابوالحسن کو الہیزن کر دیا، جبکہ کے عظیم محقق ابوبکر زکریا رازی کو رہیزس اور دنیا کے پہلے سرجن ابوالقاسم زہراوی کو زاہر فیوس، بلکائس اور کارانی جیسا نام دے دیا تاکہ دنیا مسلمانوں کے کارناموں کے واقف بھی ہونا چاہئے تو بھٹکاؤ میں پڑکر تذبذب کا شکار ہو جائے۔

غرض کہ یورپ نے جب ترقی کی تو ہمارا ہی دھن چھین کر اپنے کو دولت مند بنایا اور ہماری ہی تلاش وتحقیق کو بنیاد بناکر نیا انقلاب برپا کیا، اور پھر ہمارے فکر ونظر سے نئی زندگی پانے کے بعد ان سارے احسانات کو لے کر فراموش کرکے اسلامی ممالک اور مسلم دنیا کو اپنا محکوم وغلام بنانے کے لئے نت نئے نئے منصوبے ترتیب دینے لگا۔

آج یورپ کی ترقی اور اس کے عروج نیز اس کی چمک دمک سے متاثر ہو کر مسلمانوں میں بھی یہ رجحان ابھر رہا ہے کہ ہم بھی ترقی حاصل کرنیکے لئے یورپ کے علوم وفنون سکھیں اور انکی طرح ہم بھی ترقی یافتہ کہلائیں۔

مگر یہاں اس کا محرک اور رجحان بالکل الگ اور اس سے بالکل مختلف ہے جو یورپ کی تاریخ میں ہمیں نظر آتا ہے۔ اہل یورپ نے اسلامی علم وحکمت، اسلامی فکر ونظر، اور اسلامی علوم وفنون

کو اس لئے حاصل کیا تھا کہ وہ اس کے ذریعہ عالمی حکومت کا خواب دیکھے اور ساری دُنیا کو اپنا غلام اور محکوم بنائے جبکہ یہاں اسکی صرف بھونڈی نقالی کو ہم اپنا عروج وکمال سمجھ رہے ہیں۔ ہم بہترین انجینئر اور کامیاب ڈاکٹر ضرور بننا چاہتے ہیں مگر اس کے پیچھے ہمارے لئے نہ کوئی قومی جذبہ ہے اور نہ ہی ملّت کی فلاح وبہبودی کا کوئی منصوبہ، بلکہ جذبہ ہے تو صرف یہ کہ اہل یورپ ہمیں بھی مہذب سمجھنے لگے اور اپنے پاس کھڑے ہونیکی بھی ہمیں بھی اجازت دے دیں، جس سے ہم اچھے سے اچھے اور اونچے سے اونچے عہدے تک پہونچ سکیں، تاکہ ہم بھی زیادہ سے زیادہ دولت کماسکیں۔ ہمارے پاس بھی بڑے بڑے بنگلے ہوں ہمارے پاس بھی ہر وقت آگے پیچھے دوڑتے والوں کا جتھا رہے اور ہمارے سامنے بھی بہترین جدید کاریں کھڑی رہیں۔

یورپ کے آگے بڑھنے کا مقصد مسلمانوں کے علوم وفنون سیکھ کر اور ان کے ہنر پر قبضہ جما کر انھیں پستی کی طرف ڈھکیلنا اور صدیوں کا بدلہ لینا تھا، اسکے برعکس ہم اُنکی نقالی کو منتہائے عروج سمجھ کر آگے بڑھنا چاہتے ہیں، گویا انکا مقصد تو ہمیں مٹانا تھا مگر ہم ذہنی پستی کی اس منزل پر پہونچ گئے ہیں کہ صرف انکی نقالی کو ہی ترقی کی معراج سمجھ رہے ہیں۔

اسی ذہنی فرق کا یہ نتیجہ نکلا کہ سیاسیات ومعاشیات سے لے کر معاملات وسماجیات تک، تہذیب وتمدّن سے لیکر فکر وفن تک، تلاش وتحقیق سے لیکر رصدگاہ اور لیباٹریز تک ہر جگہ انہوں نے ہماری تہذیب کو جڑ سے اکھاڑنا اور دُنیا سے ہٹانا عین فرض اور انتہائی ضروری سمجھا، جبکہ ہمارے وہ افراد جنھوں نے انگریزی ادب اور انکے علوم وفنون پر دسترس حاصل کی نہ تو اس کا خود کوئی خاص فائدہ اٹھا سکے اور نہ ہی ملک وملّت کو کچھ دے سکے بلکہ کچھ لوگ تو انکی اقتدا سے بھی دو قدم آگے بڑھ کر انکی غلامانہ ذہن وفکر کے حامل بن گئے، کچھ کا معاملہ تو یہاں تک جا پہونچا کہ انکا صرف نام ہی اسلامی ہے باقی افکار وخیالات، اعمال وافعال اور زندگی کے جملہ معاملات میں وہ اُن سے چند قدم اور آگے نظر آنے لگے، اپنی تہذیب وتمدّن، اپنا اخلاق

وکردار، اپنے افکار وخیالات اور اپنے عبادات ومعاملات تک سے وہ دور ہی ہوتے چلے گئے بلکہ کبھی کبھی معاملہ تو یہاں تک بھی جا پہونچا کہ جمعہ کی نماز بھی ان پر بھاری گذرنے لگی مغربی تہذیب نے انھیں اسطرح جکڑ لیا کہ اسلامی تہذیب وتمدن اور اسلامی صداؤں سے اب انہیں وحشت ہونے لگی، دینی ماحول میں وہ گھٹن محسوس کرنے لگے۔ یہ دراصل اسی ذہن وفکر کا کرشمہ اور اسی کا چمتکار ہے جو سیکھنے اور حاصل کرنے میں کارفرما تھا، غلامانہ ذہن نہ تو ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنی عزت ووقار اور اپنے تہذیب وتمدن کی اُسے کبھی فکر ہوتی ہے۔ اس ذہنی تصادم اور فکری انقلاب اور اس احساس کمتری کا یہ خمیازہ ہے کہ آج زندگی کے بے شمار شعبوں پر باطل کا اقتدار اور مکروفریب کے علمبرداروں کا اختیار ہے جہاں سسکتی ہوئی انسانیت کی بے گور وکفن لاش پر وُہ اپنی بالادستی کا جھنڈا گاڑ کر جشنِ فتح ومسرت منا رہے ہیں۔

آج مسلمان دنیا کی آبادی کا پانچواں حصہ ہیں یعنی ایک ارب مسلمان ساری دُنیا میں پھیلے ہوئے ہیں تین کروڑ مربع میل پر یعنی تقریباً دُنیا کی چوتھائی رقبہ پر ہم آباد ہیں۔ تیل کے ذخائر کا پچاس فیصد حصہ ہمارے قبضے میں ہے، معدنیات اور خام مواد کا بیشتر حصہ بھی ہمارے ہی پاس ہے لیکن پھر بھی ہم ترقی کے میدانوں میں دوسروں سے بہت پیچھے ہیں، ہماری کل مجموعی پیداوار کا صرف پانچ فیصد حصہ ہے، تیل پیدا کرنیوالے صرف چار ممالک کو ہم امیر کہہ سکتے ہیں، قدرتی وسائل وذرائع کی اس قدر فراوانی کے باوجود ہم نہ بہترین سائنسداں پیدا کر پا رہے ہیں نہ کامیاب ڈاکٹر دے پا رہے ہیں اور نہ ہی بہترین انجنیئر بنا پا رہے ہیں، جس کی بنیادی وجہ ہی ذہنی غلامی اور مغربی تہذیب کی بھونڈی نقالی ہے

ہم نے کبھی اسلامی تعلیمات کو سمجھنے کی صحیح کوشش نہیں کی، اسلامی تعلیمات سے خود کو روشناس کروانا نہیں چاہا، اپنے بزرگوں کے محیر العقول کارناموں پر غور وفکر کیلئے کوئی وقت نہیں نکالا جس کی وجہ سے وُہ اسلام جس نے اقوامِ عالم کو انقلابی ذہن دیا، اجتماعی اور علمی

شعور عطا کیا، معاشرے میں صحت مند انقلاب برپا کیا، اہل عرب کی تقدیریں سنواری اور زندگی کے تمام شعبوں کو سنوار کر اور نکھار کر پورے معاشر کو اتنا پاکیزہ بنایا کہ جس کی تابناکی سے کہکشاں کا جمال بھی ماند نظر آنے لگا اور جسکی عظمتوں سے ثریا کی بلندی بھی شرمانے لگی، وہ انقلابی اسلام ہماری زندگی میں شعوری نہ بنکر موروثی بن گیا، آخر کار اسلام سے جو لگاؤ ہونا چاہیئے تھا، رسول پاکؐ سے جو محبت ہونی چاہیے تھی اور اتباع رسولؐ کا جو جذبہ ہونا چاہیے تھا وہ نہ ہونیکی وجہ سے جب ہم نے یورپی تعلیمات اور مغربی فکر وفن پر توجہ دی اور سائنس وٹکنالوجی کی طرف بڑھے تو بجائے اس کے کہ ہم اسے اسلامی فکر اور قرآنی ذہن دیتے بلکہ خود ہمارا ہی رشتہ اسلام سے نہ صرف دن بدن اور کمزور ہو گیا بلکہ غیر شعوری طور پر ہم دھیرے دھیرے ان کی ذہنی غلامی میں بھی مبتلا ہو گئے جہاں ان کی اقتداء ہماری معراج زندگی بن گئی اور انکی پیروی کو ہم دنیا کی سب سے بڑی کامیابی تصور کرنے لگے۔

اس لئے ہمیں اصلی کامیابی کیلئے اپنے ذہنی ڈھانچہ کو بدلنا ہوگا اپنے اندر فکری تبدیلی پیدا کرنی ہوگی اور اپنے ذہن وقلب کو قرآنی تنویر سے منور اسلامی تعلیمات سے معطر اور عشق رسولؐ کی تجلیات سے شرابور کرنا ہوگا، خدا کے آخری پیغمبر حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تو ہمیں شروع ہی سے یہ فکر دیا کہ اطلبوا العلم ولوکان بالصین علم حاصل کرو اگرچہ چین جانا پڑے، جسکی روشنی میں چین اور روس سے لے کر انگلینڈ وامریکہ تک ساری دنیا ہمارے لئے درس گاہ ہے، جہاں بھی علم وحکمت کی روشنی نظر آتے گی وہاں ہمیں پہونچنا ہے، حدیث پاک کا غیر مبہم ارشاد گرامی ہے جس کی تجلیات سے آج بھی شبستان علم وحکمت جگمگا رہے ہیں اور دنیا نے عزم و حوصلہ زندگی پا رہی ہیں الحکمۃ ضالۃ المومن حکمت مومن کا گمشدہ خزانہ ہے، وہ جہاں بھی ملے اسے حاصل کرنا ہمارا پیدائشی حق ہے مگر اس کے لئے غلامانہ ذہنیت نہیں بلکہ سرفروشانہ انداز اور مجاہدانہ کردار کی ضرورت ہے، بھونڈی نقالی کی نہیں بلکہ علمی تحقیق اور فکری تنقید کی ضرورت ہے۔

اور یہ اسی وقت ہوگا جبکہ ہمیں اپنے اسلاف سے، اپنے قرآن سے، اپنے دین سے، اپنے مذہب سے اور اپنے پیارے رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے والہانہ عشق ہو جذباتی لگاؤ ہو اور انکی طرف قلبی کشش ہو۔

تعلیم کے حصول میں بھی، اسلامی اور مغربی ذہن و فکر میں زمین و آسمان کا فرق ہے یورپ مذہب سے بیگانہ، مادیت کا پرستار اور لادینیت کا علم بردار ہے، اس لئے وہ بیدار ہوتے ہی نفرت و تعصب کا طوفان لے کر اٹھا اور ساری دنیا میں جہاں بھی پہونچا مظلوموں اور مجبوروں کی سسکتی ہوئی لاش اور تڑپتی ہوئی آدمیت پر اپنی بالادستی کا جھنڈا گاڑ کر غرور و اقتدار کا تخت بچھا گیا، اسکے سامنے نہ تو زندگی کا کوئی اعلیٰ اور روحانی مقصد تھا نہ ہی اس کے ہاتھوں میں اولوالعزم بلند ہمت اور تاریخ کا دھارا موڑ دینے والے رسولوں کی شمع تھی، جس کی وجہ سے وہ مادیت کا پرستار اور پیٹ کا پجاری بن بیٹھا، اس کے اقتدار کا مقصد صرف لوگوں کو غلام بنانا اور ملکوں کو لوٹنا تھا۔ اس کے ساتھ انکی زندگی کا کل مقصد خوب کماؤ اور خوب کھاؤ، اس فکر و نظر والوں کے سامنے صرف دو ہی چیز مقصد اصلی قرار پاتے ہیں، ایک کھانے کیلئے ڈائننگ ہال اور دوسرے پیٹ صاف کرنے کیلئے لیٹرنگ ہال، اس طرح کے لوگوں کی ساری ترقی، ان کے سارے عروج، اور ان کی ساری اڑان کا صرف دو ہی مقصد ہوا کرتا ہے ایک ڈائننگ ہال اور دوسرے لیٹرنگ ہال، جبکہ ہمیں خیر امت کے لقب سے یاد کیا گیا ہے، ہماری تعلیمات کا مقصد نہ صرف انسانیت کو سکون دینا، آدمیت کو راحت دینا، قلب و نظر کو قرار دینا اور قوم و ملت کو امن و شانتی اور سماج و معاشرہ کو چین و سکون کا گہوارہ بنانا ہے، بلکہ ساری دنیا کو لاکھوں انسانوں کی غلامی سے نجات دلاکر، پہاڑوں، دریاؤں کی بندگی سے بچاکر صرف اور صرف ایک خدا کا پرستار بنانا ہے، وہ خدا جو ایشیا والوں کا بھی رب ہے اور یورپ و امریکہ والوں کا بھی رب ہے، وہ خدا جو ہمالیہ کی برف پوش چٹانوں سے لے کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں

تک، روس کے ایواں اقتدار سے لیکر امریکہ کے پارلیمنٹ تک، لیل ونہار کی گردش سے لیکر چاند وسورج کے طلوع وغروب تک، تحت الثریٰ سے لے کر عرش بریں تک ہر جگہ، جس طرح چاہتا ہے اپنی مرضی نافذ فرماتا ہے، اور ہر وقت اپنا جلال وجمال ظاہر فرماتا ہے، وہ خدا جس نے گلشن کو رعنائی دی، دریاؤں کو روانی دی، سمندر کو طغیانی دی، اور پہاڑوں کو بلندی عطا کی، وہ خدا جو حضرت آدم، حضرت شیث، حضرت نوح، حضرت سلیمان، حضرت یعقوب، حضرت یوسف، حضرت موسیٰ، حضرت عیسیٰ اور سیدنا خاتم الانبیاء (علیہم الصلوٰۃ والتسلیم) جیسے مینارۂ رشد وہدایت اور انسانیت کے سب سے بلند عالی مقام اور قابل احترام ہستیوں کا بھی خدا ہے اور نمرود، فرعون، ہامان، شداد، ڈاروں اور نیوٹن، مارکسی لینن، ہٹلر اور بش جیسے ظالموں اور جابروں کا بھی خدا ہے، اسکی بندگی ہمارا مقصود اصلی ہے ہماری تعلیم کا مقصد نہ انسانوں کو غلام بنانا نہ ہی ہمارے سائنس کا مقصد آدمیت پر ظلم کرنا اور نہ ہی ہمارے فلسفہ کا مقصد معبوداں باطل کے سامنے سر جھکانا، بلکہ ہمارا اصلی مقصد سبھوں کو صرف اور صرف ایک خدا کا پرستار بنانا جہاں پہونچ کر سب ایک ہو جاتے ہیں اور جیسے مان کر سب نیک بن جاتے ہیں۔

اس مقصد کی تکمیل کے لئے جہاں ہمیں عصری علوم پر مہارت حاصل کرنا، مغربی فکر ونظر پر گہرائی حاصل کرنا، یورپی افکار ونظریات سے آگہی ضروری ہے، نیز سائنس اور ٹکنالوجی پر عبور حاصل کرنا لازمی ہے وہیں اسلامی فکر ونظر بھی ضروری ہے قرآنی علوم ومعرفت میں کمال حاصل کرنا بھی لازمی ہے اور عشق رسول، خوف خدا سے اپنے سینے کو محبت رسول کی عطر بیز نکہتوں سے معطر ومنور کرنا بھی ضروری ہے،

یہی وجہ ہے کہ علمائے ملت اسلامیہ نے ہمیں ہمیشہ متنبہ کیا اور قرآنی تعلیمات سے قریب کرنے کا مختلف طور وطریقے اپنایا خصوصاً مجدد اعظم سیدنا اعلیحضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ والرضوان نے ساری زندگی عشق رسول کا پیغام سنایا اور

اسلام سے والہانہ عقیدت ومحبت کا جذبہ بیدار فرما کر اسلام پر مرنے جینے کا ذہن پیدا فرمایا۔

آج مدرسہ اصلاح المسلمین ودار الیتامی رائے پور کے سایہ میں آپ حضرات تشریف فرما ہیں جسے خلیفہ اعلیٰ حضرت محسن ملت حضرت مولانا محمد حامد علی صاحب فاروقی علیہ الرحمۃ والرضوان نے اس وقت قائم فرمایا تھا جبکہ انگریز پورے بھارت کو اپنی غلامی کی زنجیروں میں جکڑ رہا تھا اسکی پشت پناہی پر شدھی آندولن پورے مسلمانوں کے دین وایمان کو لوٹنے کیلئے سازشی جال بچھا رہا تھا اس وقت حضرت محسن ملت علیہ الرحمہ نے گاؤں گاؤں، دیہات دیہات، قریہ قریہ گھوم گھوم کر نہ صرف انگریزوں کے سامراج کو للکارا بلکہ مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے والی خطرناک تحریک شدھی آندولن سے بھی ملت اسلامیہ کی حفاظت کی، آپ نے جہاں یتیم وغریب بچوں کی تعلیم وتربیت کیلئے مدرسہ اصلاح المسلمین ودار الیتامی رائے پور ایم پی کی بنیاد ڈالی وہیں جدید علوم وفنون پر مہارت حاصل کرنے کے لئے اور سائنس وٹکنالوجی سے صحیح استفادہ حاصل کرنے کے لئے اینگلو اردو اسکول کی بھی بنیاد ڈالی جسے انکے لائق فرزند اور ان کے پہلے جانشین حضرت مولانا محمد فاروق علی صاحب فاروقی علیہ الرحمہ نے ہائی اسکول تک پہونچایا۔

آج یہاں موجود دور ونزدیک سے آئے اسکول کالج اور یونیورسٹی کے طلباء، قابل احترام پروفیسر اور لکچرار نیز دور دراز علاقے سے آئے ہوئے تمام ذمہ داروں کا جنھوں نے ہماری اس پروگرام میں شرکت فرما کر ہمارا حوصلہ بلند کیا، اور جو مستقبل کے معماروں کو حوصلہ وہمت دینے کیلئے اس تقسیم اسنا (Cartuficate & aprappreciton) کے موقع پر شریک ہوئے میں انکا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہوئے آخر میں یہ گذارش ضرور کروں گا کہ آپ اپنے دین ومذہب سے اور اپنی تہذیب وتمدن سے، اپنے عقیدہ وایمان سے والہانہ عشق رکھتے ساتھ ہی ساتھ قرآنی تعلیمات اور اسکے علوم وفنون

پر بھی توجہ دیں، اطلبوا العلم ولو کان بالصین کی حدیث پاک کو ذہن میں بسا کر اسکی نور و نکہت سے شرابور تجلیات سے قلب وجگر کو روشن و منور کر کے آگے بڑھیں، آپ وقت کے عظیم سائنس داں بنیئے، بے مثال فلاسفر بن کر چمکئے، لاجواب مفکر بن کر ابھریئے، قابل صد افتخار پروفیسر اور لکچرار بن کر بڑھیئے فکلٹی کے ڈین اور یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور چانسلر بن کر تاریخ ساز کردار ادا کیجیئے، مگر ان سارے علوم میں غلامانہ ذہنیت اور احساس کمتری کے جذبہ کی بجائے مجتہدانہ فکر و نظر سے کام لیجیئے، فکر رازی اور تصوف غزالی کا فیضان لے کر حضرت خالد بن ولید، محمد بن قاسم اور صلاح الدین ایوبی کا جمال و کمال لے کر آگے بڑھیئے، اور اسلامی تعلیمات سے، نبوی فیضان سے، قرآنی فکر و نظر اور اُسکے سائنس و فلسفہ سے ساری دنیا کو جگمگا دیجیئے،

اُٹھو چمن زیست کے نوخیز شگوفو،
تخریب گلستاں کے نظاروں کو بدل دو،

جانشین محسن ملت کی تاریخ ساز، فکر انگیز کتابوں کی فہرست

مسجد اقصیٰ سے گنبد خضریٰ تک ۔ "اے اسرائیل تیری سرحد نیل سے فرات تک ہے" اسرائیلی پارلیمنٹ میں لکھے اس سازش کا پس منظر نیز اسکا حال اور مستقبل ۔ ہیکل سلیمانی کی تباہی اور یہودیوں کی بربادی ۔ صیہونیت کی ابتدا اور امام احمد رضا کے خیالات ۔ حضرت محسن ملت کی معرکۃ الآرا پیشن گوئی ۔ اعلان بالفور اور اسکے ڈائری کا ایک ورق ۔ یہودیوں کا وہ ظلم جس نے ٹیلر اور فرعون کو شرما دیا ۔ صیہونیت کا مرحلہ وار خطرناک منصوبہ ۔ ملت اسلامیہ کی تباہی کیلئے حکومت برطانیہ کا لائحہ عمل اور ہربرٹ سموئیل ہائی کمشنر فلسطین کا انسانیت دشمن اعلان ۔ فلسطین پر اقوام متحدہ کا قاتلانہ منصوبہ جیمز لوریسٹال کے ڈائری کے الفاظ ۔ برطانوی وزیر اعظم کا وحشیانہ قہقہہ "ہم نے مسلمانوں سے صلیبی جنگوں کا بدلہ لے لیا" اسلامی آثار و تبرکات اور اسلامی شعائر پر یہودی قہر اور سعودی پالیسی ۔ پاکستان میں شاہ فیصل مسجد کا پس منظر ۔ مکہ کی دھرتی پر خلیفہ اعلیٰحضرت محسن ملت علیہ الرحمہ کا حکومت سعودیہ کی تنزلی پر جرأت مندانہ تبصرہ اور اس کا حل ۔

تاریخ کے سب سے بڑے ظلم کی لرزہ خیز داستان ۔ ماضی کی دردناک تاریخ، حال کے خوں آشام حالات، مستقبل کا خطرناک منصوبہ، ملت اسلامیہ کو ختم کرنے کی دجالی سازش، صیہونی پروٹوکول، برطانوی دستاویزات اور جاسوسوں کے ڈائری کے خفیہ اوراق ۔ <u>ہر صفحہ تاریخ ساز ہر سطر تحیر انگیز</u>

امام احمد رضا پر صیہونیت کی یلغار ۔ مشہور صیہونیت نواز صحافی ارون شوری کے خوفناک الزامات کا پس منظر ۔ اسلامی شخصیات کو مجروح کرنے کی یہودی سازش ۔ قرآن و حدیث کی جدید تفسیر و تشریح کا یہودی پلان ۔ ویڈیو کیسٹ، آڈیو کیسٹ اور ڈراموں کے ذریعہ فکری یلغار ۔ اسلامی دہشت گردی اور اسلامی آتنک واد جیسے جدید میڈیائی اصطلاحات کا پس منظر ۔ امام احمد رضا کی عبقریت ۔ نیوٹن کے نظریہ گردش پر امام احمد رضا کا انقلابی تبصرہ

ابر ڈالیف یوڑا کی خوفناک پیشن گوئی پر امام احمد رضا کی مجاہدانہ للکار ۔ خلافت تحریک پر امام احمد رضا کا دانشمندانہ اقدام ۔ یہودی مشن، اروں شوری کا پلان، مغربی منصوبہ، انگریزی چال اور امام احمد رضا کا آفاقی پیغام ۔ <u>ہر ہر صفحہ انقلاب انگیز، ہر ہر ورق تاریخ ساز، ہر ہر سطر ایمانی للکار</u> ۔

تاجدار اقلیم گڈھا ہندی ۔ اولیاء کرام کی مقدس زندگی کے سایہ میں پھیلتا اسلام ۔ مجاہدانہ کردار و عمل کے سانچے میں ڈھلی مقدس زندگی ۔ باطل پرستوں کے ایوانوں میں انتشار ۔ اسلام دشمن طاقتوں کی

سازش اور مردان خدا کی ایمانی للکار۔ کرامت کی حقیقت اور باطل پرستوں پر اسکے اثرات۔ چھتیس گڈھ میں اسلام کی آمد اور اس کا فروغ۔ تاجدار چھتیس گڈھ سیدنا انسانی علی بابا (علیہ الرحمہ والرضوان) کے وہ فیوض وبرکات جس نے غیر مسلموں کے تاریک قلوب میں اسلام کی روشنی پھیلائی۔ عرس کی حقیقت اور اسکا انقلابی پیغام۔ عورتوں کی قوالی اور مردوں کی مجبوری ایک انقلاب انگیز ہستی۔ ایک عشق ووفا کا پیکر۔ ایک رحمت ونور کا ساون جس نے غیر مسلموں کے دلوں پر حکومت کی۔ معبودان باطل کے ایوانوں میں زلزلہ ڈالا۔ چھتیس گڈھ کی دھرتی کو نسیم حجاز کی فردوس بہاراں سے معطر کرنے والی عظیم ہستی۔

ایک تاریخ ساز کتاب۔ ایک انقلاب انگیز پیغام۔ ایک فکر انگیز تحریر جس نے مسلمانوں کے قلوب ہی کو نہیں بلکہ غیر مسلمانوں کے دلوں کو بھی اسلامی چراغ سے روشن کیا۔

حضرت محسن ملت ۔ جب انگریزوں نے ہندوستان سے مسلمانوں کا ختم کرنے کا بھیانک منصوبہ تیار کیا۔ اور۔ شدھی تحریک نے مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے کی سازش رچی۔ ایک مرد مجاہد کی للکار نے تاریخ کا دھارا کسطرح موڑا۔ جیل کی تاریک کوٹھریوں میں اسلام کا پھیلتا اجالا۔ حضرت محسن ملت کے عظیم کارناموں پر قائدین ملت کا خراج عقیدت۔ تحریک خلافت اور حضرت محسن ملت۔ غیر مسلموں میں اسلام پہونچانے والا مبلغ اسلام۔ اور کفرستان میں ایمانی شمع جلانے والا عظیم مسیحا۔ جس نے کفر وشرک کی تاریکیوں میں ڈوبے قلوب کو فردوس حجاز کی تجلیات سے روشن ومنور کیا۔

ہر ہر صفحہ پر اسلامی تاریخ۔ ہر ہر ورق پر انقلابی اجالا۔ ہر ہر سطر پر ایمانی تنویر۔

امام احمد رضا اور شدھی آندولن ۔ مسلمانوں کو غیر مسلم بنانے والی بھیانک تحریک۔ شدھی آندولن کا پس منظر۔ ملت اسلامیہ پر صیہونیت کی یلغار اور انگریزوں کا قاتلانہ حملہ۔ عالمی سطح پر مسلمانوں کو منتشر کرنے کی نصرانی سازش۔ ہندوستان سے انگلینڈ تک باطل پرستوں کا متحدہ محاذ۔ بھارت سے مسلمانوں کا ختم کرنے کی شیطانی سازش۔ علمائے اہلسنت کی مجاہدانہ للکار۔ خلفائے اعلحضرت کی مدبرانہ یلغار۔ حضرت محسن ملت کی ذات۔ مدبرانہ قیادت۔ حضور مفتی اعظم ہند۔ حضور محدث اعظم ہند، قطب ربانی حضرت اشرفی میاں اور صدر الافاضل جیسی شخصیتوں کا سرفروشانہ کردار۔ تاریخی دستاویزات کے سایہ میں۔

ماضی کی مجاہدانہ للکار۔ حال کا سرفروشانہ کردار۔ مستقبل کا مدبرانہ پلان

اسلام اور سائنس (ہندی) روی شنکر یونیورسٹی رائے پور کے سیمینار میں پڑھا جانے والا مقالہ۔ جسے سنکر سبھی شرکا بیک زباں پکار اٹھے اگر اسلام وہی ہے جو اس میں بتایا گیا تو آج کی ترقی کو سائنسی ترقی کے بجائے اسلامی ترقی کہنا چاہئے۔ اور وہ وقت دور نہیں جبکہ ساری دنیا اسلامی عظمتوں کا کھلے دل سے اعتراف پر مجبور ہو جائے گی۔ فرعونی لاش اور قرآنی پیشین گوئی جدید معلومات کی روشنی میں کمپیوٹر اور قرآنی صداقت۔ تخلیق انسانی پر قرآنی اعلان اور جدید سائنس۔ سائنسی ترقی میں اسلامی کردار۔ نیوٹن کے نظریات، ڈارون کی تحقیقات، بکلے کا چیلنج، آئن اسٹائن کے تھیوری پر علمی تبصرہ۔

قدم قدم پر نیا انکشاف، ورق ورق پر اسلامی تنویر، صفحہ صفحہ پر سائنسی معلومات

اسلامی تعلیم اور مغربی تعلیم کا بنیادی جلسہ حوصلہ افزائی کے موقع پر پڑھا جانے والا مقالہ۔ جسے سنکر اندرا گاندھی ایگریکلچر یونیورسٹی کے وائس چانسلر پکار اٹھے کہ دنیا کی پریشانیوں کی واحد وجہ اسلامی علوم و فنون سے دوری ہے۔ اسلام نے مغرب کو کیا دیا اور مغرب نے اسلام کو کیا دیا۔ مغربی علوم کا پس منظر، مشنری اسکولوں کی تاریخ، مسلمانوں کی ذہنی تبدیلی کا خوفناک پلان۔ مغربی علوم یا عیسائیت کی یلغار۔ جدید دنیا پر اسلامی تعلیمات کے عظیم اثرات۔ جدید سائنس کا بانی یورپ یا اسلام؟ وہ مقالہ جس نے دانشوروں کے دلوں پر دستک دی۔ ڈاکٹروں اور پروفیسروں کے قلوب میں ایمانی تپش پیدا کی۔ مفکرین اور اہل علم کو خواب غفلت سے جگایا۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر اور دانشور حضرات کی موجودگی میں پڑھا جانے والا معرکۃ الآرا مقالہ۔

پیغمبر اسلام اور اکیسویں صدی ۔ غیر مسلموں کو دیا جانے والا بہترین تحفہ۔ انگلینڈ کا منگنا کارٹا اور یو این او کے حقوق انسانی کی حقیقت۔ حجۃ الوداع کا وہ آفاقی پیغام جس نے اکیسویں صدی کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ اسلامی مساوات جس کا اعتراف غیر مسلموں نے بھی کیا۔ وہ فکر جس نے غلاموں کو شاہی ذہن دیا۔ وہ انقلاب جس نے عورتوں کو نئی زندگی دی۔ یورپ کی ننگی تہذیب اور اس کی نحوست۔

قدم قدم پر انقلاب۔ لمحہ لمحہ پر استعجاب۔ منٹ منٹ پر انکشاف۔

ملنے کا پتہ ۔ محسن ملت اکیڈمی مدرسہ اصلاح المسلمین و دار الیتامی رائپور چھتیس گڈھ

المجمع المصباحی مبارکپور اعظم گڑھ یو۔پی

مکتبہ جام نور ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی ۶